

تاجِ زہریں مہرِ تاباں سے سوا خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھلا
 شاہِ روشن دل بہادرِ شہ کہ ہے رازِ مہتی اس پہ سرتاسر کھلا
 وہ کہ جس کی صورتِ تلوین میں مقصدِ نہ چرخ و ہفت اختر کھلا
 وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے عقدہِ احکام پیغمبر کھلا
 پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام اس کے سرِ سنگوں کا جب دفتر کھلا
 روشناسوں کی جہاں فرست ہے واں لکھا ہے چہرہٴ قیصر کھلا

قطرہ

تو سنِ شہ میں وہ خوبی ہے کہ جب تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا
 نقشِ پا کی صورتیں وہ دلفریب ٹوکے بت خانہٴ آذر کھلا
 مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے منصبِ مہر و مہ و محور کھلا
 لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن بہتر میری حدِ وسع سے باہر کھلا
 تھا دلِ وابستہ قفلِ بے کلید کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیونکر کھلا
 باغِ معنی کی دکھاؤں گا بہار مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھلا
 ہو جہاں گرمِ غزلِ خواہی نفس لوگ جا نہیں طبلہٴ عنبر کھلا